السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

روزے کی نیت سے کیا مراد ہے؟ ہمارے ہاں روزے کی نیت کےلیے یہ الفاظ بتائے جاتے ہیں: ''وبصوم غد نویت من شهر رمضان'' اس کی شرعی حیثیت کیا ہے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

روزے دو طرح کے ہوتے ہیں: 1) فرض روزہ: جیسے رمضان کا روزہ، نذر کا روزہ، کفارہ کا روزہ وغیرہ۔ فرض روزے کےلیے رات کو نیت کرنا ضروری ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ روزہ رکھنے والا رات کے وقت اپنے دل میں ارادہ کرے کہ وہ صبح رمضان یا نذر یا کفارہ یا قضاء کا روزہ رکھے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''جس شخص نے طلوع فجر سے پہلے رات کو روزہ رکھنے کی نیت نہ کی اس کا روزہ نہیں۔''[1]

[2]ان روایات کی روشنی میں فرض روزے کی نیت رات کو کرنا ضروری ہے اگر کوئی دن چڑھے بیدار ہوا اور اس نے طلوع فجر کے بعد کچھ نہ کھایا پیا پھر'' یہ حدیث بھی اس امر کا ثبوت ہے: ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ اس نے روزے کی نیت کر لی تو اس کا روزہ نہیں ہوگا، کیونکہ رات کے وقت طلوع فجر سے پہلے نیت کرنا ضروری تھا۔

روزہ کی دوسری قسم نفلی روزہ ہے، اس کی نیت دن چڑھے بھی کی جا سکتی ہے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک روز میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا: ''کیا تمہارے 1) پاس کھانے کےلیے کچھ ہے؟'' میں نے عرض کیا: جی نہیں، آپ نے فرمایا: ''تب میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔ [3]اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ پہلے بحالت روزہ نہ تھے کیونکہ آپ نے کھانا طلب کیا، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نفلی روزے کی نیت میں دن چڑھے تک تاخیر کرنا جائز ہے، واضح رہے کہ نفلی روزے کی نیت دن میں اس وقت جائز ہے جب نیت سے پہلے روزے کے منافی کام یعنی فجر ثانی کے بعد کچھ کھایا پیا نہ ہو، بصورت دیگر روزہ صحیح نہیں ہوگا۔

واضح رہے کہ نیت محض دل کے ارادے کا نام ہے، اس لیے زبان سے کوئی الفاظ ادا کرنا شرعاً ثابت نہیں ہیں، اس بنا پر ہمارے ہاں مشہور نیت جو سوال میں ذکر کی گئی ہے خود ساختہ اور بے اصل ہے، یہ الفاظ بنانے والے نے عقل سے کام نہیں لیا، کیونکہ اس میں کل کے روزے کی نیت کا ذکر ہے جبکہ روزہ آج رکھا جا رہا ہوتا ہے، بہر حال روزہ کےلیے زبان سے مخصوص الفاظ ادا کرنا شرعاً ثابت نہیں ہیں۔

---

[1] بیہقی، ص: ۲۰۳، ج: ۴۔

[2] صحیح بخاری، بدء الوحی: ۱۔

[3] صحیح مسلم، الصیام: ۱۱۵۴۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد: 3، صفحہ نمبر: 239

محدث فتویٰ